# ۲ روزہ ورکشاپ ۲۔۳ جون ۲۰۱۰ء

# حرمت ربا، علمی وعملی پیش رفت کا جائزہ

بلاشبہ قرآن وسنت میں واضح طور پر سود (ربا) کو ظالمانہ رویے سے تعبیر کیا گیا ہے اورنہایت شدید الفاظ میں اس کی حرمت کا اعلان کیا گیا ہے۔ تاہم سود (ربا) کے حقیقی مصادیق کو بیان کرنے کے لیے قرآن وسنت کے ساتھ ساتھ عقلی استدلال اور تاریخ عرب کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ سود کے بہت سے پہلو ابھی بھی غیر واضح اور مبہم ہیں جس کی وجہ سے علماء وفقہاء اور اسلامی دانشوروں نے مسئلہ سود پر اپنی گراں قدر تحقیقی آراء پیش کی ہیں۔ آج کے دور میں یہ مسئلہ خاص طور پر اس لیے بھی بہت زیادہ اہمیت کا باعث بن گیا ہے کہ عملی زندگی میں اس وقت سارے نظام تجارت کا دارو مدار بینکنگ اورتجارتی سود پر ہے اور پھر یہ مسئلہ محض ملک کا داخلی مسئلہ نہیں بلکہ ایک بین الاقوامی مسئلہ بن چکا ہے۔ اس دوران پاکستان کو ایک مکمل اسلامی ریاست میں ڈھالنے کی کوششوں کے نتیجے میں ملک کے بینکاری نظام کو سود سے پاک کرنے کے لیے بھی سنجیدہ اور عملی کوششیں کی گئی ہیں اور ملک میں بلاسود بنکاری اور اسلامی بینکنگ کو متعارف کرایا گیا ہے۔ تاہم علمی وتحقیقی سطح پر اس آواز کو کبھی بھی دبایانہیں جاسکا کہ بلاسود بینکاری یا اسلامی بینکاری کی بنیاد پر وہی کچھ ہورہا ہے جوسودی کاروبار میں ہوتا ہے یا یہ کہ اگرتسلیم کر بھی لیا جائے کہ اُس وقت کے عرب معاشرے میں تجارتی سود کسی نہ کسی شکل میں موجود تھا تو بھی عصرِ حاضر میں تجارتی سود جیسے بہت سے شعبوں کا صدرِ اسلام میں رائج ربا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس عرصے میں بعض دانشوروں کی طرف سے یہ رائے بھی سامنے آتی رہی ہے کہ کسی تجارت یا کاروبار کے سودی یا غیر سودی ہونے کا پتہ چلانے کے لیے گہری علمی بنیادوں پر حرمت ربا کی حکمت وعلت کا جائزہ لینا ضروری ہے کیونکہ ربا اور بیع کے درمیان باریک فرق یا سودی قرض اور اجارے جیسے عقود کے درمیان اختلاف کی حقیقی نوعیت کو جاننے کے لیے بھی ظلم واستحصال اور استثمار کے پہلو کو بھی مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں علماء ودانشوروں کی تحریروں میں یہ اختلاف بھی نظر آتا ہے کہ بعض نے حرمت ربا کی حقیقی روح کو جزوی علت قرار دے کر یا تو اسے بہت کم اہمیت دی ہے یا سرے سے ہی نظر انداز کر دیا ہے جبکہ بعض دانشوروں نے ظلم واستثمار کے پہلو کو ہی حقیقی علت قرار دے کر مسئلہ ربا کا جائزہ لیا ہے۔ علماء کے درمیان اس اختلاف کو سامنے رکھ کر یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ کیا حرمت ربا کے مسئلے کو مقاصد شریعہ کی روشنی میں بھی دیکھا جانا چاہیے یا نہیں۔

اس کے علاوہ ادائیگی اقساط کی صورت میں اضافی قیمت کے ساتھ اشیاء کی فروخت کے سودی یا غیرسودی ہونے پر بھی علماء کی تفصیلی بحثیں موجود ہیں اور موافقین ومخالفین نے اس سلسلے میں اپنا استدلال اور نقطہ نظر بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ کیا سرمائے (روپے) پر سرمایہ لیا جاسکتا ہے اور کیا سرمایہ اپنی محض اعتباری حقیقت سے نکل کر کسی پیداوار کا باعث بن سکتا ہے اور کیا قرض پر دیا جانے والا سرمایہ صرف ایک اعتباری شے ہے اور اس کو قوت خرید کے تناظر میں نہیں دیکھا جا سکتا، اس حوالے سے بھی علماء ودانشوروں کا اختلاف کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ بلا سود بینکاری کے نام پر مضاربہ، مرابحہ اور مشارکہ وغیرہ کی جوصورتیں رائج ہیں ان میں تمام شرائط کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا جاتا بلکہ جو کچھ بینکوں کی طرف سے ظاہری طور پر دکھایا جاتا ہے وہ اس سے مختلف ہوتا ہے جو اندر ہو رہا ہے۔

بعض جگہ پر ربا کا جواز ثابت کرنے کے لیے شرعی حیلہ کا سہارا بھی لیا گیا ہے جس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ شرعی حیلہ کا جواز کیا ہے اور اگر شرعی حیلہ شارع کے اصل مقصد کے خلاف ہو اور حرمت کی اصل روح اپنی جگہ جوں کی توں موجود ہو تو کیا پھر بھی ایسے شرعی حیلے کو جائز قرار دیا جاسکتا ہے؟ کیا قرض کی ماہیت تملیک ہے یا امانت، بعض علماء نے اس راستے سے بھی سود کی حرمت پر بات کی ہے جبکہ بعض دانشوروں نے یہ نکتہ بھی اٹھایا ہے کہ ہر عقد کو متعارف عقود کی طرف ہی کیوں لوٹایا جاتا ہے اور قرآن کی آیت اوفوا بالعقود کی رو سے کسی نئے عقد کی بنیاد پر حرمت وحلیت کا فیصلہ کیوں نہیں کیا جاسکتا۔

بعض ماہرین بنکاری کا کہنا ہے کہ ربا کی عام طور سے جو تعریف کی جاتی ہے اس میں تبدیلی ہونی چاہیے اور ربا کی تعریف میں استحصال اور استثمار کا پہلو بھی شامل کیا جانا چاہیے۔

اسلامی نظریاتی کونسل نے ملکی قوانین کو قرآن وسنت سے ہم آہنگ کرنے کے لیے اپنی جن آئینی کوششوں کا آغاز کیا تھا اسی کے تحت جون 1980ء میں بلا سود بینکاری، جون 1992ء میں اسلامی نظام بیمہ اور جون 2007 ء میں اسلام اور عصر حاضر کے اقتصادی مسائل پر اپنی رپورٹیں شائع کی ہیں اور اب اپنی انہی کاوشوں کو آگے بڑھاتے ہوئے اسلامی نظریاتی کونسل مسئلہ سود کے سلسلے میں علمی وعملی پیش رفت کا جائزہ لینے کے لیے ایک بار پھر دو روزہ ورکشاپ کی صورت میں علماء و دانشوروں کو ایک پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اس ورکشاپ کا اصل مقصد ان علمی وعملی مسائل یا اختلافات کی نشاندہی کرنا ہے جن پر آئندہ انٹرنیشنل کانفرنس میں علماء سے اتفاق رائے کے حصول کی کوشش کی جاسکے۔

ورکشاپ میں مندرجہ ذیل سوالات پر علمی گفتگو کی جائے گی:

☆ ربا کا اطلاق پاکستان کے کون سے اداروں پر ہوتا ہے؟ کیا ربا کی تعریف پر ماہرین معاشیات اور بنکاری کے ماہرین کا بھی اتفاق ہے؟

☆ ربا کا اطلاق پاکستان کے کونسے معاہدات پر ہوتا ہے اور خاص طور پر کونسی شقوں اور شکلوں پر؟ کیا اس بارے میں علماء/ماہرین معاشیات متفق ہیں یا اختلاف ہے؟ اختلاف کی تفصیل کیا ہے؟

☆ کیا ربا کے مسئلے کو مقاصد شریعت کی روشنی میں دیکھا جا سکتا ہے؟

☆ پاکستان کے کونسے قوانین میں ربا کے حوالے سے ترمیم کی ضرورت ہے؟

ڈاکٹر سیّد ناصر زیدی
ڈائریکٹر جنرل (ریسرچ)، اسلامی نظریاتی کونسل